www.KitaboSunnat.com

﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾

ابو نعیم اور شبیر احمد اختر

اَنفس و آفاق میں آیاتِ الٰہیہ

اللہ کی بہترین تخلیق... انسان

اس کائنات میں سب سے بڑی حقیقت اور خالق کائنات کا شاہکار خود انسان کا اپنا وجود ہے جو اپنے جسم و جثہ کے اعتبار سے گو بہت بڑا نہیں مگر اس کی ساخت پر غور کیجئے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس جیسی یا اس کے قریب کوئی مشین آج تک کوئی بنا سکا، نہ بنا سکے گا۔ پھر اربوں انسانوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی بالکل کاپی نہیں ہوتا۔ ایک عجیب و غریب اور وسیع و عریض کائنات کو اس میں سمیٹ کر رکھ دیا گیا ہے جسے انسان خود سمجھنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے لیکن پوری طرح آج تک نہیں سمجھ سکا۔

جسم انسانی چھوٹے چھوٹے خلیات سے مل کر بنتا ہے۔ ایک اوسط قد و قامت کے انسانی جسم میں ان خلیات کی تعداد ایک کروڑ ارب کے قریب بتائی جاتی ہے۔ ایک ہی خلیے سے یہ تمام اربوں، کھربوں خلیے بنے ہیں۔ کروڑوں خلئے (Cell) روزانہ ختم ہوتے رہتے ہیں اور دوسرے خلیے اُسی وقت ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ ہر سیکنڈ میں خون کے دس لاکھ سرخ خلیات ختم ہو جاتے ہیں اور اِسی تعداد میں نئے خلیات جنم لیتے ہیں۔ جسم انسانی میں بے شمار انواع و اقسام کے ان کھربوں خلیات کا آپس میں اتنا اشتراکِ عمل ہوتا ہے کہ ہر ایک اپنا کام بڑی ذمہ داری اور صحت کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ ہر خلیہ اپنے فرضِ منصبی کو جانتا ہے کہ کس طرح اس سارے بدن کی بہتری اور اچھائی کے لئے اپنے حصے کا کام کرنا ہے۔

یہ انسانی خلیے ایک فصیل بند شہر کی طرح ہیں۔ اِس کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے بجلی گھروں کی طرح جنریٹر کام کرتے ہیں۔ اس کی فیکٹریوں میں لحمیات (پروٹین) تیار ہوتے ہیں۔ اس تیار شدہ سامان یعنی کیمیاوی اجزا کو جسم کے تمام حصوں میں پہنچانے کے لئے ایک مواصلاتی نظام بھی ہے جو خطرہ یا گزند پہنچنے پر اس کے سدِباب کے لئے دفاعی اقدامات کے حامل ہوتے ہیں۔ ان میں نازک خلیے بھی ہیں جن کی جسامت ملی میٹر ۱۰ لاکھویں حصے کے برابر ہے۔ پہلے تحقیق ہوا تھا کہ ۷ سال میں اوّل خلیے ختم ہو کر دوسرے خلیے پیدا ہو جاتے ہیں، اب معلوم ہوا ہے کہ ہر گیارہ مہینے بعد کھربوں خلیوں پر مشتمل یہ پورے کا پورا نظام بدل جاتا ہے۔

بات صرف خلیوں پر ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ خود خلیوں کے اندر پورا نظامِ حیات ہے جسے سائنس نے پچھلے ۳۵ سالوں میں ڈھونڈھ نکالا ہے اور جس کے نتیجہ میں جینیات Genetics کی ایک پوری نئی سائنس اُبھر کر سامنے آگئی ہے۔ دادا، پردادا، نانا، پرنانا اور ماں باپ کے یہی 'جین' بچے میں منتقل ہوتے ہیں تو وہ کالا یا گورا ہوتا ہے، اس کی آنکھیں نیلی یا بھوری یا سیاہ ہوتی ہیں اور اُس کے بال کالے، بھورے یا سنہری ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ اثرات بچے تک اِس کے کئی پشتوں کے جین لاتے ہیں۔ ساری خصوصیات ان ہزار جین کے اندر پنہاں ہوتی ہے جو ایک خلیہ اپنے اندر چھپائے ہوتا ہے۔ ان جین سے پروٹین کی خصوصی قسم پیدا کرنے میں مدد بھی ملتی ہے جو جسم کے خصوصی افعال کیلئے ضروری ہے۔

جین اصل میں ایک عجیب و غریب کیمیاوی سالمے Molecules سے ترتیب پاتے ہیں جو کچھ اس شکل کے لمبے سالمے ہوتے ہیں جیسے دو کچھوے ایک دوسرے میں تتلی کے دھاگے کی طرح لپٹ گئے ہیں۔ ہر جانور، انسان یا پودے کی تمام ممکنات اس دھاگے کے اندر سمائی Coded ہوتی ہے۔ اس کیمیاوی سالمے کو DNA کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس کو زندگی کا دھاگا کہنا موزوں ہو گا۔ اس کے اربوں یونٹ ایک خلیے میں موجود ہوتے ہیں۔ DNA نہ صرف نسل اور جینیات کی کنجی ہے بلکہ یہی وہ قوت ہے جو خلیے اور جینیات دونوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ ہر فرد کی شخصیت کی پوری خصوصیات پہلے ہی سے DNA کی ٹیپ میں ریکارڈ ہوتی ہیں جس کی تفصیلات اگر تحریر میں لائی جائیں تو بڑے سائز کے ایک لاکھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات میں سمائیں۔ DNA جس کو دیکھنے کے لئے ایک چھوٹی خردبین کام نہیں کرسکتی، اس میں معلومات و ہدایات کا اتنا عظیم ذخیرہ محفوظ کر دینا اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا وہ عظیم کرشمہ ہے جس کے علم کے بعد اسکی نقل میں آج سائنسدان ماچس کے برابر ایسا بلوریں کمپیوٹر تیار کرنے کی کوشش میں لگ گئے ہیں جس میں کروڑوں کتابوں کا مضمون ذخیرہ کیا جاسکے۔

جسم انسانی کے جملہ عجائبات کا بیان تو ناممکن ہے، چند حیران کن حقائق درج ذیل ہیں:

آپ کو پڑھ کر تعجب ہوگا کہ انسانی دماغ میں ۲۵ ارب سے زیادہ نیورون ہوتے ہیں۔ یہ اپنا کام ہمہ وقت کرتے ہیں حتیٰ کہ نیند کے دوران بھی اُن کا کام اس طرح جاری رہتا ہے۔ ساری دنیا کا ٹیلیفون نظام بھی اس کے برابر کام نہیں کر سکتا۔ ذرا آگے بڑھئے اور قلب کو دیکھئے جو خود تو چھوٹا سا ہوتا ہے یعنی اندازاً نصف پونڈ کے برابر لیکن اس میں دو پمپ ہوتے ہیں۔ ایک پھیپھڑوں کو خون کی ترسیل کے لئے تاکہ وہاں سے آکسیجن جذب کر سکے۔ دوسرا اس صاف شدہ خون کو سارے بدن میں دوڑانے کے لئے۔ ایک آدمی کی اوسط زندگی میں دل ۳ لاکھ ٹن خون پمپ کرتا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ یہ اپنی بجلی بھی خود ہی پیدا کرتا ہے۔ ایک آدمی ستر سال زندہ رہے تو دل ۴ کھرب دفعہ دھڑکتا ہے۔

اسی طرح ایک آدمی کی اوسط زندگی میں پھیپھڑے کئی کروڑ مرتبہ پھولتے اور سکڑتے ہیں۔ انسان کی بنائی ہوئی کوئی مشین نہ ایسی مشقت برداشت کر سکتی ہے اور نہ ہی بغیر مرمت اتنے لمبے عرصے تک اپنا کام جاری رکھ سکتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس، انسانی آنکھ میں ایک کھرب سے زیادہ روشنی قبول کرنے والے ریشے ہوتے ہیں۔ یہ تعداد ان ستاروں کے برابر ہے جو 'ملکی وے' نامی کہکشاں میں بتائے جاتے ہیں۔ انسانی بدن میں خون کی شریانوں کو اگر ناپا جائے تو ان کی لمبائی ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ میل لمبی ریلوے لائن کے برابر نکلے گی۔

انسانی جسم ۳۰ کروڑ کیمیاوی اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں دی جاتی ہے کہ اگر آپ ان اعداد و شمار پر مشتمل اجزا کو لفظوں میں لکھنا چاہیں تو اس سے دس ہزار ضخیم کتابوں کی ایک لائبریری بن جائے گی اور اگر اس کی تفصیل لکھنا چاہیں تو یہ بہت مشکل کام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا، کیونکہ انسانی عقل جسم انسانی کے میکانکی نظام کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ سائنس نے ہماری عقل و دانش اور علم کو بڑھانے میں بہت کچھ کیا ہے لیکن کیا کوئی سائنس دان یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے انسان کی ابتدا یا اصل انواع کا کھوج لگا لیا ہے؟ ہر گز نہیں!

مختصر سی یہ چند حیرت انگیز باتیں انسانی جسم کے بارے میں ہیں۔ ساتھ ہی یہ بات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ انسان کی نفسیاتی کیفیت کا اس کے جسمانی نظام پر بھی انتہائی حیران کن اثر مرتب ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اچانک کسی وجہ سے اگر کسی پر خوف طاری ہو جائے تو گردوں کے سرے پر موجود دو غدودوں سے 'ایڈرے نیلن' نام کا ایک رَس کثرت اور تیزی سے پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ رَس خون میں شامل ہو کر پورے جسم میں پھیل جاتا ہے اور جسم کو اس کے مناسب مقابلے کے لئے تیار کرتا ہے۔ اس کے ساتھ جسم کے بعض وہ افعال جن کی ضرورت نہیں، خود بخود معطل ہو جاتے ہیں اور ان کی طرف جانے والا خون بھی اعضائے رئیسہ کی جانب رواں ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں نظامِ انہضام بھی موقوف ہو جاتا ہے اور جلد کی جانب خون پہنچانے والی رگیں بھی بند ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے جلد پیلی پڑ جاتی ہے۔ اسی جوش کی وجہ سے جگر سے شکر کے ذخیرے حرکت میں آکر خون کو زیادہ توانا بنا دیتے ہیں۔ سانس اور نبض تیز ہو جاتی ہے، خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور خون میں جمنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے تاکہ چوٹ لگنے کی صورت میں خون زیادہ ضائع نہ ہو اور یہ ساری تبدیلیاں چند لمحات میں واقع ہو جاتی ہیں جبکہ خوف دور ہو جانے کی صورت میں جسم دوبارہ اپنے معمول کی حالت میں واپس آکر اپنے کام شروع کر دیتا ہے۔

یہ سب مثالیں زندگی میں نظامِ قدرت کی کرشمہ کاریوں کی ہلکی سی جھلکیاں ہیں۔ اگر ہم صرف اسی مکمل نظام پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عظمت و شان نظر آتی ہے اور اس نظام کی باریکی اور پختگی کا قدرے اندازہ ہوتا ہے۔ خود انسان کا اپنا جسم اور اس کے اندر کی مشینیں ہی خدائے علیم و خبیر کی قدرت، حکمت اور خلاقی کی روشن دلیل ہے۔ ہم جتنا اپنے جسم کے خلیات اور جینیات کے ضمن میں ان معلومات اور دریافتوں پر غور و فکر کرتے ہیں اتنا ہی ہمیں اپنے خالق کی بے پایاں قدرت کا یقین مستحکم حاصل ہوتا ہے اور اسی سے ہم اللہ کو پہچان سکتے ہیں اور اس کی ہستی پر صحیح ایمان لا سکتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی تخلیق کائنات: اللہ اکبر!

ہمارا سورج زمین سے ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل کے فاصلے پر نصب کردہ ایک عظیم پاور ہاؤس ہے۔ اس کا اپنا ایک نظام ہے جسے نظامِ شمسی کہتے ہیں۔ اللہ نے نظامِ شمسی میں سورج کو صدر کی حیثیت دے رکھی ہے۔ اس کا قطر ۱۴ ملین کلومیٹر ہے جبکہ زمین کا قطر صرف ۱۲۷۴۰ کلومیٹر ہے۔ اس کا مواد زمین سے ۳۳۰،۰۰۰ گنا زیادہ ہے۔ اگر سورج کو ایک خول تصور کیا جائے تو اس کے اندر ۱۴ر لاکھ زمینیں سما سکتی ہیں۔ اس کی عمر کا صحیح اندازہ تو صرف اللہ کو ہے تاہم سائنس دانوں کے تخمینے کے مطابق اس کا عرصۂ حیات ۱۰،۰۰۰ ملین سال ہے۔ اس کی موجودہ عمر ۴۶۰۰ ملین سال ہے، یعنی سورج اس وقت اپنے جوبن پر ہے۔ اس طویل المیعاد کارگزاری کے دوران نہ اس کی تمازت میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے، نہ اس کی رفتار میں اور نہ ہی یہ اپنے مدار سے ذرا بھی سرکا ہے۔ ذرا غور فرمایئے! اگر ایک ملین سال کے عرصہ میں اس کی رفتار میں ایک سیکنڈ کی کمی بیشی بھی واقع ہو جاتی تو اب تک ۴۶۰۰ سیکنڈ کا فرق واقع ہو جاتا۔ اندازہ لگایئے کہ خدائے ذوالجلال کی صناعی کس قدر کامل ہے، اس کی منصوبہ بندی کتنی بے عیب ہے، اس کا علم کتنا ہمہ گیر ولامحدود ہے اور اس کی تخلیق میں اور پیش بینی میں کس درجے کی حتمیت Precision ہے۔

اب سورۂ یاسین کی آیت نمبر ۳۸ ذہن میں لایئے جہاں ارشاد باری ہے:

﴿ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴾

"اور سورج اپنے مقرر کردہ راستے پر چل رہا ہے، یہ خدائے غالب و دانا کی منصوبہ بندی ہے۔"

اب آپ خود ہی فیصلہ کیجیے! کیا مذکورہ بالا حقائق تک رسائی ہم بغیر علم و تحقیق کے حاصل کر سکتے تھے؟ کیا خداوند قدوس کی اس عظیم صناعی کو بھانپ سکتے تھے؟

اسی لئے علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا:

گر تو می خواہی مسلماں زیستن   نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن کیا قرآن کا مقصدِ نزول، جو ہماری رہنمائی اور ہدایت کے لئے حتمی اور یقینی سرچشمہ ہے، بغیر سمجھ بوجھ کے محض اس کی تلاوت سے حاصل ہو سکتا ہے یا بغیر فہم و ادراک کے اسے رَٹ لینے سے وہ ہدایت اور رہنمائی نصیب ہو سکتی ہے؟

لیکن اتنا بڑا سورج بھی ربّ العالمین کی صناعی میں صرف ایک چراغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ سورۃ الفرقان میں اسے چراغ (سراج) ہی کا نام دیا گیا ہے۔ اس وسیع و عریض کائنات میں دیو پیکر یعنی Giants and Super Giants بھی موجود ہیں، مثلاً کینوپس Canopus نامی ستارہ سورج سے ۲۰۰ گنا بڑا اور ۱۵۰۰ گنا زیادہ منور ہے۔ اس کا قطر ۲۷ کروڑ ۶۸ لاکھ میل ہے اور زمین سے اس کا فاصلہ ۹۳ نوری سال ہے۔ نوٹ کیجئے کہ روشنی کی رفتار ۱۸۶،۰۰۰ میل فی سیکنڈ ہے لہٰذا ایک سال میں روشنی ۵۸ کھرب ۶۵ ارب ۶۹ کروڑ ۶۰ لاکھ میل کا سفر طے کرتی ہے۔ اس فاصلہ کو نوری سال کہتے ہیں، جو وسعتِ کائنات کی پیمائش کے لئے اکائی ہے۔ Antares سورج سے ۴۳۰ گنا بڑا اور ۵۰۰ گنا زیادہ منور ستارہ ہے۔ اس کا قطر ۵۹ کروڑ ۵۲ لاکھ کلومیٹر ہے اور یہ ہم سے ۳۳۰ نوری سال کے فاصلے پر ہے۔ Betalgeuse سورج سے ۵۰۰ گنا بڑا اور ۱۷۰۰۰ گنا زیادہ منور ستارہ ہے۔ اس کا قطر ۶۹ کروڑ ۲۰ لاکھ کلومیٹر ہے، یہ زمین سے ۲۷۰ نوری سال کے فاصلے پر ہے۔ اسے آسمان میں نظر آنے والے ستاروں کا شہنشاہ مانا گیا ہے۔ اس کے شعلے ۵ کروڑ میل تک بلند ہوتے ہیں۔ سفائی سورج سے ایک ہزار گنا بڑا ہے اور اس کا قطر ۸۶ کروڑ ۵۰ لاکھ میل ہے۔

Aurige Constellation میں ایک ستارہ آری گائی ہے۔ یہ سورج سے ۲۰۰۰ گنا بڑا ہے۔ اس کا قطر ایک ارب ۳۷ کروڑ میل ہے۔ اس سے اُٹھنے والے شعلوں کا اندازہ کرنا ممکن نہیں، کیونکہ بے انتہا دور ہونے کی وجہ سے اس کی مکمل تحقیقات اور تخمینے ابھی تک حاصل نہیں ہو سکے۔ اگر آری گائی کو سورج کے مدار میں رکھ دیا جائے تو یورینس سیارہ اس کے محیط کے اندر آجائے گا اور نظامِ شمسی کی آخری حدود تک شعلے ہی شعلے ہوں گے۔ یہ سب ستارے آگ کے کرّے ہیں۔ جن کے شعلے کروڑوں میل بلند ہوتے ہیں۔ ان کی مہیب اور ہیبت ناک شکل اللہ تعالیٰ کی قوتِ جلالی کا ادنیٰ مظاہرہ پیش کرتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

S.Doradus ہم سے ۱۵۰،۰۰۰ نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے اور ہمارے سورج سے ۵ لاکھ گنا زیادہ روشن ہے۔ اس کی چمک کے سامنے ہمارے سورج کی چمک ایک ادنیٰ چراغ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ کچھ عرصہ قبل آسٹریلوی اور برطانوی سائنس دانوں کی ٹیم نے ایک Quasar کا انکشاف کیا ہے اور اس کا نام Pks ۸۰۰۰ Minus ۳۰۰ رکھا ہے۔ یہ زمین سے ۱۸ بلین نوری سال کے فاصلے پر ہے اور یہ بعید ترین اور منور ترین معروض ہے جو کائنات میں ایک سو ملین سورجوں کی روشنی بکھیر رہا ہے۔ ان چند مثالوں سے آپ اللہ تعالیٰ کی شانِ خلاقی اور کبریائی پر غور کیجیے کہ کس نفاست اور کس کمالِ قدرت و حکمت سے ان کو پابندِ نظم وضبط کر رکھا ہے کہ ان بے شمار اجرام فلکی میں سے نہ تو کوئی اپنے مدار سے بال برابر سرک سکتا ہے اور نہ یہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں، حالانکہ حیرت انگیز رفتاروں سے رواں دواں ہیں۔ کائنات میں ہر سُو حرکت ہی حرکت ہے اور حرکت بھی بے پناہ۔ بقول علامہ اقبالؒ

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

اسی طرح کائناتِ اکبر (Macrocosm) یعنی ارض و سماوات کی دنیا اِس قدر وسیع، پُر اسرار اور پیچیدہ ہے کہ نہ تو فہم انسانی اس کا احاطہ کر سکتا ہے اور نہ موجودہ آلاتِ بینائی اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ یہ بے کراں فضائیں، جو بڑی سے بڑی دور بین کی زد سے باہر ہیں، اللہ تعالیٰ کی جبروت و خلاقی کی علامات ہیں۔ ہماری کہکشاں ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں ستاروں کے علاوہ کثیر مقدار میں دُخانی مادہ بھی موجود ہے۔ اس کے اندر تقریباً ایک لاکھ ملین ستارے رواں دواں ہیں۔ اُس کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک لاکھ نوری سال کا فاصلہ ہے۔ ایک ستارے سے دوسرے ستارے کھربوں میل کا فاصلہ ہے۔ اس عظیم کائنات میں ہماری کہکشاں جیسی کھربوں کہکشائیں گردش میں ہیں۔ ہر کہکشاں اپنا ایک الگ محور اور آزاد حیثیت رکھتی ہے۔ یہ اپنے مرکز کے گرد بھی گھومتی ہیں اور ساتھ ہی اپنے مقام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دور چلی جا رہی ہیں۔ ہماری کہکشاں ان تمام ستاروں کے ساتھ جو آسمان میں نظر آرہے ہیں، ۴لاکھ ۶۸ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے شمال کی طرف دوڑی جا رہی ہے۔

اس کے علاوہ ۳ اور کہکشائیں بھی برہنہ آنکھ سے دیکھی جا سکتی ہیں۔ ایک کا نام Andromeda ہے اور دوسری دو Magellanic Clouds کہلاتی ہیں۔ اینڈرومیڈا سب سے بڑی ہے جس میں ۱۰ سورجوں کے مادہ سے بھی زیادہ مادہ موجود ہے۔ اس میں سینکڑوں عظیم الشان ستارے ہیں جو ہمارے انٹارس اور بٹل گیزا سے بھی کئی گنا بڑے اور زیادہ منور ہیں۔ یہ کہکشاں ہم سے ۲۱ لاکھ ۸۰ ہزار نوری سال کے فاصلے پر ہے۔ میگلانک کلائڈز میں سے پہلی ہم سے یک لاکھ ۷۰ ہزار نوری سال اور دوسری ۲ لاکھ نوری سال دور ہے۔ ان دونوں میں مجموعی طور پر ایک کھرب سے بھی زائد ستارے ہیں جن میں عظیم تر ہیں۔ ان کہکشاؤں میں بے انتہا منور ستارے بھی پائے جاتے ہیں۔ Mount Wilson Palomar کی رصد گاہ میں نصب کردہ دو سو انچ لمبی دور بین سے تقریباً ایک ارب کہکشائیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس وسیع و عریض کائنات میں چاروں طرف کہکشائیں ہی کہکشائیں ہیں جو کھربوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں۔ بہرحال ان کی تعداد کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ از روے الفاظ قرآنی:

"اور اللہ کے لشکروں کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔"

پیٹر مل لکھتا ہے کہ دور افتادہ کہکشاؤں Galaxies اور جھمگٹوں (Clusters) کو دیکھنا انسان کی قوت سے باہر ہے، اس لئے کہ وہ بے انتہا دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی وسعتوں کو محدود نہیں رکھا بلکہ وہ بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔ کائنات کی یہ وسعتیں ہمارے لئے سوائے حیرت کے کچھ نہیں۔ ہمارے اعداد و شمار ان کے سامنے بیکار ہیں۔ یہ عجائباتِ ارض و سما لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہیں کہ وہ خالق ارض و سما اور خود اپنے خالق کی کبریائی کا اعتراف کر کے، اس کی الٰہی ہدایات کے سامنے سر تسلیم خم کیوں نہیں کر دیتے اور اللہ کی اطاعت کا دم بھر کر آخرت میں جنت کے مقام فوز کے لئے تیاری کیوں نہیں کرتے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ